نمبر ۹۲ | مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۱ رمضان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے:۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے گذشتہ دو جمعوں سے مسجد اقصیٰ باوجود اپنی وسعت اور فراخی کے نماز جمعہ میں آنے والوں کے لئے ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ مسجد میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مستورات کے لئے ساتھ کے ایک مکان میں انتظام کیا گیا۔ اور مرد قریب کے مکانوں کی چھتوں پر نماز پڑھتے ہیں۔ الحمد للہ

۷۔ فروری کو مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کے درس القرآن کی باری ختم ہوئی۔ اور ۸۔ فروری سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے انیسویں پارہ سے درس شروع کیا:

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رمضان کی وجہ تسمیہ

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں۔ کہ گرمی کے مہینہ میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۱۸۵)

انتخاب نمائندگان کی طرف فوری توجہ کی ضرورت

میں نے پہلے اعلان کیا تھا۔ کہ تمام جماعتیں ۱۰۔ فروری ۱۹۳۱ء تک نمائندگان کا باقاعدہ انتخاب کر کے میرے پاس نام بھجوا دیں۔ لیکن افسوس۔ کہ جماعتوں نے اس طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ اور اس وقت تک صرف چار جماعتوں کی طرف سے نمائندگان کے نام پہنچے ہیں۔ جماعت ہائے احمدیہ کی تعداد ۸۰۰ ہے۔ اس میں سے اس وقت تک صرف اتنی جماعتوں کی طرف سے اطلاع پہنچی قابل تعجب ہے۔ امید ہے کہ جماعتیں اس طرف پوری اور فوری توجہ دیں گی۔

سکرٹری مجلس مشاورت قادیان

اخبار احمدیہ

تقرر امیر

میر محمد بخش صاحب وکیل گوجرانوالہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے قائمقام امیر مقرر فرمایا ہے۔ ناظر اعلیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا امتحان

آئندہ سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل کتب کا امتحان ہوگا۔ امتحان دینے والے احباب ۱۵۔ مارچ ۱۹۳۱ء تک اپنا نام دفتر ہذا میں لکھ کر بھیجدیں۔ تا درج رجسٹر کر لئے جائیں۔ (۱) کشتی نوح (۲) شہادت القرآن

ناظر تعلیم وتربیت قادیان

خیر مانگو

برادر محترم قاضی محمد علی صاحب نے اپنے ایک رویا کی بناء پر بذریعہ خط یہ تحریک کی ہے۔ کہ خیر مانگو۔ اس کے ماتحت احباب سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ رمضان المبارک کے مبارک ایام میں احباب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور رحمت وبرکت کی خاص گھڑیوں میں اپنے محترم بھائی کے لئے خیر مانگنی چاہیئے۔

مردم شماری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ضروری اعلان

ہر اک احمدی یاد رکھے۔ اور دوسروں کو اطلاع دے

۱۔ پہلی مردم شماری ہو چکی ہے۔ دوسرا اور آخری دن چھبیس ۲۶ فروری ۱۹۳۱ء ہے۔ ۲۔ مردم شماری کرنیوالے سستی یا شرارت سے فرقہ نہیں لکھا کرتے۔
۳۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ دیکھے۔ کہ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے نام کے سامنے کے خانہ میں احمدی لکھا ہے۔
۴۔ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ دیکھے۔ اس کے اور دوسرے احمدیوں کے سب مرد۔ عورت۔ بچوں کے نام لکھے گئے ہیں۔ اور کوئی نام باقی نہیں رہا۔ اور سب کے سامنے احمدی لکھا گیا ہے۔ ۵۔ ایک نام بھی اگر آپ کے شہر یا علاقہ میں آپ کی غفلت کی وجہ سے رہ جائے گا۔ تو آپ جماعت سے دشمنی کرنے والے ٹھیریں گے۔ کیونکہ اس سے جماعت کی سبکی ہوگی۔ ۶۔ ہر اک جگہ مردم شماری کرنے والے لوگوں کے ساتھ احمدیوں کو خود شامل رہ کر نگرانی کرنی چاہیئے۔ ۷۔ مردم شماری کے دن کو چھٹی کا دن سمجھیں۔ اور سب کام چھوڑ کر اس کام کو کریں۔ ۸۔ ہندو لوگ ہمیشہ مردم شماری میں مسلمانوں کو کم کر کے دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اس نقص کا بھی خیال رکھے۔ اور دیکھے۔ کہ سب مسلمان خواہ کسی فرقہ کے ہیں۔ ان کی مردم شماری پوری طرح ہو جاتی ہے۔ اور ایک مسلمان بچہ بھی خواہ ایک دن کا پیدا ہوا ہو۔ باقی نہیں رہ جاتا۔
۹۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ میرے اس اعلان کو اپنے اردگرد کی جماعتوں تک پہونچا دے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی جگہ کی جماعت جہاں اخبار نہ جاتا ہو۔ اس سے بے خبر رہے۔
۱۰۔ ہر اک احمدی کو چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کو جو دلوں میں احمدیت کو قبول کر چکے ہوں۔ مگر ڈر کر ظاہر نہ کرتے ہوں۔ سمجھائے۔ کہ اس موقعہ پر اپنے آپ کو احمدی لکھوا دیں۔ تا خدا تعالیٰ کے سامنے ایک شہادت تو ان کے دل کی تبدیلی پر ہو۔ ۱۱۔ پچھلی دفعہ بعض جگہ سینکڑوں کی جماعت درج ہونے سے رہ گئی تھی۔ اب ایسا نہ ہو۔
۱۲۔ سب جماعتوں کو چاہیئے۔ فوراً اجلاس کر کے ہر محلہ اور ہر گلی کے لئے آدمی مقرر کر دیں۔ جو پہلے خود مکمل فہرست تیار کر لیں۔ اور پھر ساتھ رہ کر مردم شماری کے وقت دیکھ لیں۔ کہ سب احمدیوں کی پوری طرح مردم شماری ہو گئی ہے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

بالاکوٹ میں عیسائیوں سے مناظرہ

۲۷۔ جنوری ۱۹۳۱ء مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری یہاں تشریف لائے۔ پادریوں سے کئی ایک مناظرے ہوئے۔ جن میں ان کو شکست فاش ہوئی۔ بالاکوٹ کے رؤسا مناظروں میں شامل ہوتے رہے۔ جن پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اس کے علاوہ غیر احمدیوں سے بھی ہر دو اختلافی مسائل پر دو دو گھنٹے مناظرہ ہوا جس کا اثر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب مناظر تھے جماعت احمدیہ کی تربیت اور انتظام کے لئے وعظ ونصائح کے علاوہ تبلیغ کرنے کی طرف خاص توجہ دلائی گئی۔ اور نظارت دعوت وتبلیغ کے مجوزہ پروگرام کے مطابق انصار اللہ قائم کی گئی۔ خاکسار۔ فضل کریم سکرٹری تبلیغ بالاکوٹ

ضروری اعلان

مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کی اپیل کے جواب میں میرا ایک مضمون اخبار الفضل مورخہ ۲۰۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا ہے۔ دوسرا حصہ باقی تھا۔ جماعت احمدیہ جھنگ نے اس اپیل کا جواب بصورت ٹریکٹ چھپوانے کی درخواست کی ہے اور دو صد کاپیاں طلب کی ہیں اس لئے اپیل کا مکمل جواب چار صفحہ ٹریکٹ کی صورت میں طبع کرایا گیا ہے۔ جو صاحب اس ٹریکٹ کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کو اطلاع دیں فی سینکڑہ ڈیڑھ روپیہ قیمت ہوگی۔ ۲۰ نسخوں کے لئے ۵ ر کے ٹکٹ ارسال فرمائیں۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری

صداقت مسیح موعودؑ پر مضامین

الحمد للہ کہ رمضان المبارک میں صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مضامین لکھنے کی تحریک کو قبولیت حاصل ہوئی اور اس وقت تک کئی ایک قابل احترام بزرگوں مثلاً حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن جناب شیخ عبدالرحیم صاحب جناب خان صاحب [illegible] خان صاحب سلطان [illegible] ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہی۔ اور بی۔ اے وغیرہ احباب کے مضامین پہنچ چکے [illegible]

غوث گڑھ میں مناظرہ

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری اور مولوی محمد حسین صاحب غوث گڑھ آئے پیر سید علی صاحب سے اجرائے نبوت پر کامیاب مناظرہ کیا

خاکسار حکیم عبدالرحمٰن

جماعت آنبہ ضلع شیخوپورہ کا جلسہ

جماعت احمدیہ آنبہ وچک ۹ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶ فروری ۱۹۳۱ء کو مقرر ہو چکا ہے۔ مناظرہ کا بھی امکان ہے۔ قرب وجوار کے احباب سے درخواست ہے۔ کہ تشریف لا کر مستفیض ہونے کی کوشش فرمائیں۔ جلسہ موضع آنبہ میں ہوگا۔ جو ریلوے سٹیشن باہومان سے دو کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقعہ ہے۔ خاکسار سید لال شاہ امیر جماعت آنبہ

اہل پیغام جواب دیں

ہم مفصل مضامین کے ذریعہ اہل پیغام سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کر چکے ہیں کہ انہیں گورنمنٹ نے جو اہم مربعے زمین دی ہے۔ وہ ان کی کن خدمات کا صلہ ہے اور آئندہ کے لئے انہوں نے کیا اقرار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے یہ بھی پوچھا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کی بیگم صاحبہ کو جو سرکاری سند ملی ہے۔ وہ کن خدمات کا نتیجہ ہے مگر تا حال اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اب مختصر الفاظ میں ہم اہل پیغام کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ وہ ان امور کا جواب دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۳ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

آریہ سماج کے کھنڈروں پر نئی عمارت کی تجویز

سوامی دیانند کے پیش کردہ ویدک دھرم میں تبدیلی کی ضرورت

آریوں کے نزدیک ویدک دھرم کیا ہے

آریوں کے نزدیک ویدک دھرم نام ہے ان تشریحات اور تاویلات کا۔ جو سوامی دیانند جی نے ہندوؤں میں صدیوں سے نہیں۔ بلکہ ہزاروں سال سے رائج مذہبی عقائد اور رسوم میں تغیر و تبدل کرتے ہوئے پیش کی ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک ایسے وقت میں جبکہ ویدک دھرم بگڑ چکا تھا۔ سوامی جی سے بڑھ کر اور کوئی ویدوں کی تعلیم کو صحیح طور پر سمجھنے اور ان کی تشریح کرنے کی اہلیت نہ رکھتا تھا۔ پہلے جو کچھ سمجھا جاتا رہا۔ اور اب بھی ویدوں کے ماننے والوں کا کثیر حصہ جو کچھ سمجھتا ہے۔ وُہ بالکل غلط اور فضول ہے۔ ویدک دھرم کی صحیح تعلیم وُہی ہے۔ جو سوامی جی نے پیش کی۔ اور دنیا کے سامنے اسے پیش کرنے کا وہی پروگرام درست ہے۔ جو سوامی جی نے تجویز کیا۔ یا ان کے شیدائیوں اور فدائیوں نے ان کی ہدایات کے ماتحت بنایا :۔

آریہ سماج کی قبولیت کی وجہ

چونکہ ہندوؤں کا تعلیم یافتہ طبقہ اپنے مذہبی اصول۔ اور اپنی ویدک تعلیم کو خلاف فطرت اور خلاف عقل پاکر اس سے روز بروز متنفر ہوتا جارہا تھا۔ اس لئے دیانند جی نے اس کے سامنے جو کچھ رکھا۔ اسے غنیمت سمجھنے لگ گیا۔ اور اس کی تائید اور حمایت میں اپنا سارا زور۔ اپنی ساری قوت اور اپنی ساری دولت صرف کرنے پر تل گیا :۔

آریہ سماج سے برگشتگی

لیکن چونکہ یہ قطعاً ناممکن ہے۔ کہ ایک مٹے ہوئے دھرم اور بگڑے ہوئے مذہب کی کوئی انسانی ہاتھ اصلاح کرسکے۔ اور اسے دوبارہ دنیا میں قائم کرسکے۔ اس لئے سوامی جی نے جو کچھ کیا۔ اسے بھی ناکافی اور ناقابل اطمینان سمجھ کر ویدک دھرم کے ماننے والوں کا اعتقاد اس سے متزلزل ہوگیا۔ اور اب حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہندوؤں کا وُہ سنجیدہ خود اصلاح یافتہ اور نوزائندہ طبقہ جو اپنے آپ کو آریہ سماجی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہ آواز بلند کرنے پر مجبور ہوگیا ہے۔ کہ "آریہ سماج میں انقلاب کی ضرورت ہے"۔ اور اس کے لئے عام جلسوں میں "زبردست تقریریں" کی جارہی ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار "ملاپ" (۳۱۔ جنوری) کا بیان ہے:۔

"کرانتی سبھا لاہور کے زیر اہتمام سندھیا مندر۔ ڈی۔ اے۔ وی کالج ہوسٹل لاہور میں آریہ نوجوانوں نے آریہ سماج کے موجودہ پروگرام میں تبدیلی لانے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا"۔

آریہ سماج میں تبدیلی کا عام خیال

اگر اس قسم کے خیالات کا اظہار صرف آریہ نوجوانوں کی طرف سے کیا جاتا۔ اور آریوں کا وُہ طبقہ۔ جو مذہبی تعلیم کا ذمہ وار۔ اور مذہب کے لئے اپنے آپ کو وقف شدہ قرار دیتا ہے۔ ان کی پشت پر نہ ہوتا۔ تو کہا جاسکتا تھا۔ آریہ سماج سے بے دلی اور بے رغبتی صرف اس طبقہ میں پیدا ہوئی ہے۔ جو اپنے مذہب کی تعلیم سے پوری طرح واقف نہیں۔ لیکن ایسے نوجوانوں کی حمایت میں ایک طرف تو وہ لوگ نظر آتے ہیں۔ جو ویدک دھرم کے ماہر کہلاتے ہیں۔ اور دوسری طرف انقلاب پسندوں کے خلاف آواز بلند کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ تمام کے تمام آریہ سماجی خواہ وُہ نئی تعلیم اور نئی روشنی کے دلدادہ نوجوان ہوں۔ خواہ آریہ سماج کے لئے اپنی عمریں وقف کرنے والے سوامی ہوں۔ خواہ ویدوں اور بانی آریہ سماج کی تعلیم کے ماہر پنڈت ہوں۔ سارے کے سارے یک زبان ہوکر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "آریہ سماج میں انقلاب کی ضرورت ہے"۔ چنانچہ "ملاپ" کا اپنا بیان ہے:۔

"نوجوانوں کے علاوہ آریہ سماج کے کچھ پنڈت بھی اس جلسہ میں موجود تھے۔ جس میں آریہ سماج کے موجودہ پروگرام میں تبدیلی لانے پر خیالات کا اظہار کیا گیا۔ حتےٰ کہ پنڈت وشوبندھو ایم۔ اے۔ او۔ ایل پرنسپل دیانند براہم مہاودیالہ صدر جلسہ تھے۔ ریزولیوشن کے حق میں بولنے والے تو موجود تھے۔ لیکن خلاف کسی نے بھی آواز بلند نہیں کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عام خیال آریہ سماج میں تبدیلی کے حق میں ہے"۔

106

آریہ سماج کی حقیقت کھل گئی

اس سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی دیانند جی نے ویدک دھرم کو جس اصلاح یافتہ صورت میں پیش کیا تھا۔ اور جس پر اس وقت تک آریوں کو بہت کچھ ناز تھا۔ اور نہ صرف ناز ہی تھا۔ بلکہ اس کی بناء پر یہ دعوے کرتے تھے۔ کہ آئندہ دُنیا کا وہی مذہب ہوگا۔ جو سوامی دیانند نے پیش کیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اور کوئی مذہب نہیں ٹھیر سکیگا۔ اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور وُہ خود آریوں کے لئے کہاں تک تسلی اور اطمینان کا باعث بن رہا ہے۔ جب نہ صرف آریہ نوجوان بلکہ آریوں کے بڑے بڑے "پنڈت" اور "شری" اس میں "انقلاب کی ضرورت" محسوس کررہے ہے۔ اور علی الاعلان جلسوں میں اس کا اظہار بھی کررہے ہیں۔ اور کوئی اس کے خلاف آواز بلند کرنے والا بھی آریوں میں نہیں ہے۔ تو پھر اس میں کیا شک وشبہ رہ جاتا ہے کہ سوامی دیانند نے ویدک دھرم میں کتر بیونت کرکے "آریہ سماج" کے نام سے جو کچھ پیش کیا تھا۔ وُہ آریوں کے قدوقامت پر ٹھیک نہیں بیٹھا۔ اور جن پرانے اور کھوٹے سکوں پر ملمع کرکے انہوں نے مذہب کے بازار میں چلانا چاہا تھا۔ ان کی ملمع سازی خود ان سکوں کے چلانے والوں پر کھل گئی ہے۔ اور وُہ نہایت سختی کے ساتھ یہ محسوس کررہے ہیں۔ کہ جب تک ان میں کوئی مزید انقلاب پیدا نہ ہوگا۔ اس وقت تک ان کا دُنیا کے سامنے پیش کرنا تو الگ رہا۔ اپنے پاس رکھنا بھی خطرہ اور نقصان سے خالی نہیں ہے۔

یہ ہے وُہ حقیقی اور اصلی باعث۔ جس سے مجبور ہوکر آریہ سماج کے اعلےٰ تعلیم یافتہ نوجوان۔ ویدوں کے گیاتا پنڈت۔ اور سوامی دیانند جی کی تعلیم کے ماہر مہاشے آریہ سماج میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں :۔

آریوں کا عذر لنگ

اس کے متعلق وُہ آریہ جو ابھی تک اندھا دھند سوامی دیانند کی آریہ سماج پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ یا سوامی دیانند کے سارے کئے کرائے پر پانی پھرتا دیکھکر ان کی حمایت میں کوئی نہ کوئی عذر لنگ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہا کرتے ہیں۔ "آریہ سماج کے موجودہ پروگرام میں تبدیلی" کا یہ مطلب نہیں۔ کہ خود آریہ سماج یعنی ویدک دھرم تبدیلی کا محتاج ہے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ آریوں کی موجودہ کوششوں اور طریق کار میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔

اس کے متعلق اول تو ہم یہ پوچھتے ہیں۔ بانی آریہ سماج نے آریوں کے لئے کوئی پروگرام تجویز کیا تھا۔ یا نہیں۔ اگر نہیں کیا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ انہوں نے آریہ سماج کو کسی بنیاد پر قائم نہیں کیا تھا۔ اور

آریہ سماج بالکل بے بنیاد چیز ہے۔ لیکن اگر قائم کیا تھا۔ اور وُہی "آریہ سماج کا موجودہ پروگرام" ہے۔ تو اس میں تبدیلی کا صاف مطلب یہ ہُوا۔ کہ بانیٔ آریہ سماج نے جس بنیاد پر آریہ سماج قائم کی تھی۔ اسے منہدم کر کے نئی بنیاد رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اس طرح سوامی جی کی آریہ سماج تباہ و برباد ہو گئی۔

بانیٔ آریہ سماج کی تصنیفات میں غلطیاں

لیکن وُہ لوگ جو آریہ سماج میں انقلاب کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ ان کی یہی کوشش نہیں۔ کہ آریوں کے موجودہ طریق کار میں تبدیلی پیدا کریں۔ بلکہ وُہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ سوامی دیانند جی نے آریہ سماج کو جن اصول پر قائم کیا۔ ان کو غلط اور نادرست قرار دے کر انہیں بدل ڈالیں۔ اور نئے رنگ میں ویدک دھرم کو پیش کریں۔ آریہ سماج میں انقلاب پیدا کرنے والوں کے جلسہ میں یہ بات نہایت وضاحت سے بیان کر دی گئی۔ چنانچہ "ملاپ" خود لکھتا ہے:۔

"شری بودھ راج جی نے کہا۔ آریہ سماجیوں کو سوامی دیانند کی تصنیفات کو غلطی سے بالاتر نہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ وُہ بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ گو ان کی علمیت اور قابلیت نے ایسا ہونے کا احتمال کم کر دیا ہے۔ لیکن ان سے متفرق خیالات رکھنا کوئی پاپ نہیں۔"

ویدک دھرم میں مزید تبدیلی

یہ الفاظ ایک بھرے جلسہ میں کہے گئے۔ اور ایسے جلسہ میں کہے گئے۔ جس میں آریہ سماج کے بڑے بڑے ودوان۔ پنڈت موجود تھے۔ جس کا صدر "پرنسپل دیانند براہم ودیالہ" تھا۔ اور جس میں کسی نے ان الفاظ کے خلاف آواز بلند نہیں کی۔ ان کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے۔ اور وُہ یہ کہ سوامی دیانند جی نے ویدک دھرم کو جس رنگ اور جس طریق سے آریوں کے لئے پیش کیا۔ وُہ ان کے لئے اطمینان اور تسلی کا باعث نہیں بن سکا اور اب وُہ یہ کہکر کہ "سوامی دیانند کی تصنیفات غلطی سے بالاتر نہیں" اس میں خود تغیر و تبدل کرنا چاہتے ہیں۔ پس اگر آریہ سماج وہی کچھ ہے۔ جو سوامی دیانند جی کی تصنیفات میں پائی جاتی ہے۔ اور یقیناً اسی کا نام آریہ سماج ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان آریہ سماج میں جس کا دوسرا نام وُہ ویدک دھرم بتاتے ہیں۔ تبدیلی کرنے کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اور بالفاظ "ملاپ" "عام خیال آریہ سماج میں تبدیلی کے حق میں ہے"

دنیا میں کونسا ویدک دھرم پیش کیا جاتا ہے

اب آریہ صاحبان ویدک دھرم میں تبدیلی پیدا کر کے اسے کس شکل میں پیش کریں گے۔ اس کے متعلق ابھی ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ سوامی دیانند نے ویدک دھرم جس صورت میں پیش کیا تھا۔ وُہ خود سوامی جی کے ثناخوانوں اور شیدائیوں کے لئے تسلی کا موجب نہیں بن سکا۔ اور جب انہی کی اس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ تو آریوں کا یہ دعویٰ خود بخود باطل ہو گیا۔ کہ ویدک دھرم تمام دُنیا کے لئے باعثِ نجات اور وجہ اطمینان ہے۔ وُہ پہلے اپنے لئے تو ویدک دھرم کی کوئی ایسی شکل تجویز کریں۔ جس سے تسلی پا سکیں۔ اور پھر دُنیا کو اس کی دعوت دیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے۔ کہ انسانی ہاتھ کوئی ایسا مذہب تجویز کر سکیں۔ جو غلطیوں اور خطرناک غلطیوں سے پاک ہو۔ اور انسانی قلوب کو مطمئن کر سکے۔

آریوں کے لئے کھُلا فیصلہ

آریوں کو تو اس کا تازہ تجربہ ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک موجودہ زمانہ میں علمیت اور قابلیت کے لحاظ سے سوامی دیانند جی بے نظیر انسان تھے۔ اور ان سے بڑھ کر ویدک دھرم کی حقیقت جاننے والا اور کوئی نہ تھا۔ جب وُہ بھی ویدک دھرم کو قابل قبول صورت نہیں دے سکے۔ تو کسی اور کے متعلق کیا توقع رکھ سکتے ہیں کہ وُہ ویدک دھرم کے مُردہ جسم میں زندگی کی روح پھونک سکیگا۔ آریوں کو اس طرف سے بالکل نا امید ہو جانا چاہیئے۔ اور ایسے مذہب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو اس وقت بھی اپنے زندہ ہونے کے ثبوت دے رہا ہے۔ اور وُہ اسلام ہے۔ آریہ صاحبان کے لئے اسلام کے زندہ اور ویدک دھرم کے مردہ ہونے کا فیصلہ خصوصیت کے ساتھ اس وقت ہو چکا ہے۔ جبکہ اسلام کے پہلوان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ویدک دھرم۔ کا۔ قائمقام لیکھرام خود تجویز کردہ طریق کے مطابق شکست فاش کھا چکا ہے۔ کاش یہ لوگ اس فیصلہ سے فائدہ حاصل کریں۔

گاندھی جی کی پُوجا

یہ ہندوستان کی انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ علم و تہذیب کی روشنی کے باوجود یہاں ایسے لوگ کثرت سے آباد ہیں۔ جو اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ انسان کو پرستش اور پوجا کے لئے اپنا سر کس کے آگے جھکانا چاہیئے۔ یوں تو وہ اپنے آپ کو اس قدر ترقی یافتہ خیال کرتے ہیں۔ کہ "کامل آزادی" سے کم کچھ قبول نہیں کر سکتے۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ جسمانی آزادی کے ان فدائیوں اور ظاہری حریت کے شیدائیوں کی دماغی اور ذہنی غلامی کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک پر از خطا و نسیان انسان کے آگے اپنی وُہ پیشانی جھکانا شروع کر رہے ہیں۔ جسے صرف خدائے واحد کے آگے جھکنا چاہیئے۔ چنانچہ اخبارات کا بیان ہے کہ ۲۷۔ جنوری کو درگا پوجا کے ایام میں کٹک کے ہندوؤں نے گاندھی جی کی مورتی تیار کی۔ اور اسے پوجا۔ اس تقریب میں دس ہزار ہندو شامل ہوئے۔

توہم پرستی اور ہر اس چیز کے آگے جھک جانا جس میں ذرہ بھر کوئی فائدہ یا شکتی نظر آئے۔ ہندو کی رگ و ریشہ میں پیوست ہے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ اب بھی جبکہ علم و تہذیب کمال کو پہونچ چکی ہے۔ وُہ گاندھی پرستی میں مبتلا نظر آتا ہے۔ کیا یہ افسوسناک امر نہیں۔ کہ ہندو لیڈر جہاں ملکی آزادی کے لئے اس قدر کوشش اور سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہاں اپنی قوم کو اس انتہائی ذلت آمیز اور انسانیت کے لئے باعث صد ننگ و عار غلامی سے نکالنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے۔ اصل غلامی یہی ہے۔ کہ انسان اپنے حقیقی معبود اور خالق کی بجائے اپنے جیسے انسان یا خدا تعالےٰ کی کسی اور مخلوق کے سامنے سر کو جھکائے۔ اور ان لوگوں کی بدقسمتی پر کسے رحم نہ آئے گا۔ جو ملک کو آزاد کراتے کراتے خود انسان پرستی کا شکار ہو جائیں۔

عورتوں کی بے جا آزادی

کوتاہ بین اور عاقبت نا اندیش ہندوستانی مغرب کی تقلید کے شوق میں دیوانہ وار اس ہلاکت آفریں گڑھے کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ جس سے نکلنے کے لئے آج خود یورپ بے قرار اور مضطرب ہے۔ کہا جاتا ہے۔ عورتوں کو بے محابا پھرنے نہ دینا۔ اور مردوں کے ساتھ خلا ملا سے روکنا جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ کمال تہذیب یہ ہے۔ کہ ہندوستانی عورتیں بھی اسی طرح کھلے بندوں مردوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کی مجاز ہوں۔ جس طرح یورپ کی عورتیں آزاد ہیں۔ لیکن یہ کہنے والوں کو اہل یورپ کی حالت دیکھنا اور اس سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

معاصر "پارس" ۲۲ر جنوری نے اٹلی کے مطلق العنان وزیر اعظم مسولینی کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ جس میں اس نے بیان کیا ہے "عورتوں کی موجودہ آزادی اگر بدستور قائم رہی۔ تو نہ صرف اجتماعی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ بلکہ پوری انسانی زندگی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ تازہ ترین مستند اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں انسانی پیدائش کم ہو رہی ہے۔ اور جن ممالک میں عورتیں جتنی آزاد ہیں۔ پیدائش بھی اتنی ہی کم ہے۔"

جو چیز اہل یورپ کے لئے باوجود بے حد دولت۔ اور مذہبیات سے قطعاً بیگانگی کے اس قدر موجب پریشانی ثابت ہو رہی ہے۔ وہ غریب۔ مفلس اور پابند مذہب "مشرق" کے لئے کس طرح آرام دہ ہو سکتی ہے۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مغرب جن باتوں کا نہایت خمیازہ بھگت رہا ہے۔ ان سے قطعاً پرہیز کیا جائے۔ اور وہ باتیں اختیار کی جائیں۔ جو قومی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

مسئلہ اجرائے نبوت از روئے قرآن

(مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل کی تقریر جو جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر کی گئی)

پروگرام کی رُو سے اس وقت ہمارے استاد جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کا وقت تھا۔ مگر انہوں نے فرمایا ہے۔ جلسہ کے کاموں کی وجہ سے میرے گلے میں تکلیف ہو گئی ہے۔ اس لئے بولنے سے معذور ہوں لہٰذا ان کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے مجھے ارشاد فرمایا گیا ہے پس اجرائے نبوت کے مسئلہ پر میں کچھ بیان کرتا ہوں۔

مسئلہ کی اہمیت

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جب سے اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو پیدا کیا ہے۔ اسی وقت سے اُسے قولی اور فعلی طور پر ثابت کرتا چلا آیا ہے۔ مگر مخلوق کی عجیب حالت ہے۔ جس قدر اللہ تعالےٰ اس مسئلہ پر زور دیتا اور اس کی اہمیت ثابت کرتا چلا آیا ہے۔ لوگوں نے بھی اس کا انکار کرنے میں سارا زور صرف کیا ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث فرما کر نبوت کی ضرورت کو دنیا پر ثابت کیا۔ اسی وقت لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ اور نہ سوچا۔ کہ جب ہم سے پہلی قومیں انکار کر کے خدا تعالےٰ کے عذاب کی مورد ہو گئی تھیں۔ تو ہم بھی انکار کے باعث اس کے غضب کے نیچے آ جائیں گے۔

حضرت آدمؑ کی بعثت پر اعتراض

سب سے پہلے جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو ایک مخلوق نے کہدیا۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک۔ الٰہی اگر تو آدم کو اس لئے پیدا کرنا چاہتا ہے۔ کہ تیری تسبیح و تحمید ہو۔ تو یہ غرض تو ہم کماحقہ پوری کر رہے ہیں۔ ہاں خونریزی اور فساد ہم نہیں کر رہے اس لئے کیا تو زمین میں اس کے ذریعہ فساد قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے انی اعلم ما لا تعلمون کہکر ان کو خاموش کر دیا۔ یعنی تم کو کیا خبر ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کے ذریعہ کس رنگ اور کس شان کے ساتھ میری تقدیس دنیا پر ثابت ہو گی۔ چونکہ یہ سعید روحیں تھیں۔ اس لئے الٰہی منشاء کو سمجھکر فوراً خاموش ہو گئیں۔ مگر ایک دوسری قسم کی مخلوق بھی تھی۔ اس نے سر تسلیم خم نہ کرتے ہوئے انا خیر منہ کا دعویٰ کیا اور کہا۔ میری موجودگی میں یہ کمزور اور کل کا بچہ کس طرح خلافت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ یہ کہنے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کا غضب اور اس کی لعنت کا طوق ہمیشہ کے لئے اس کی گردن میں ڈال دیا گیا۔

ہر نبی کا انکار کیا گیا

اب چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرتیں۔ مگر افسوس جب بھی کسی قوم کے پاس نبی اور رسول آیا۔ اس کا انکار کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں کئی بار یہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ۔ کہ جب بھی کسی امت کے پاس اُنکا رسُول آیا۔ اس کی تکذیب کی گئی۔ اعتراضات کئے گئے۔ کبھی تو کہا گیا۔ کہ نبی کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ کبھی کہا گیا۔ یہ موعود نبی نہیں۔ وُہ اور ہی ہے۔ کبھی یہ کہا گیا۔ کہ اس مدعی نبوت کی کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کبھی یہ کہا گیا۔ کہ اس پر کوئی آیت نازل نہیں ہوتی۔ مگر اللہ تعالےٰ ان اور ان جیسے تمام اعتراضات کا رد فعلی طور پر کرتا ہوا انبیاء کو وقتاً فوقتاً مبعوث فرماتا رہا۔ اور قولی طور پر اپنے انبیاء کے ذریعہ کلام نازل کر کے اعتراضات کو غلط بتاتا رہا۔

حضرت یوسفؑ کے بعد ختم نبوت کا عقیدہ

چنانچہ فرمایا۔ ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینات فما زلتم فی شک مما جاءکم بہ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولاً (مومن ع ۴)

اے لوگو تمہارے پاس جب ہمارا نبی یوسفؑ بڑے بڑے بینات لیکر آیا۔ تو تم نے اس کی نبوت پر شک ہی کیا۔ اور اس پر اعتراضات کئے۔ مگر وُہ قوم جو اُسے سچا نبی تسلیم کر چکی تھی۔ مدت گزر جانے کے بعد جب اس کے عقائد اور اعمال بھی خراب ہو گئے تو اس نے کہدیا۔ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ حضرت یوسفؑ تو ایسی شان کے نبی تھے۔ کہ اب اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی نبی نہ بھیجیگا۔ ان کے بعد کسی قسم کی نبوت کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ گویا وُہ تمام اعتراضات جو آجکل منکرین نبوت پیش کرتے ہیں۔ وُہ سب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد پیش کئے۔ اور جس طرح آج خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے الفاظ پیش کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یقیناً حضرت یوسف علیہ السلام کے اقوال بھی پیش کر کے آپ کے بعد نبوت کا انکار کیا جاتا ہوگا۔ خدا کا اس واقعہ کو قرآن کریم میں بیان فرمانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے بہت ہی زور سے ختم نبوت کے غلط عقیدہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہوگا۔

میں پوچھتا ہوں۔ کیا ان لوگوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ صحیح تھا۔ ہرگز نہیں۔ آج کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا منکر بھی انکے اس عقیدہ کی تصدیق کرنیکو تیار نہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کے بعد کئی ایک نہایت بلند شان نبی بھیجکر اس لچر اور بیہودہ اعتراض کا قلع قمع کر دیا۔

ایک اور قوم کا ذکر

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ جن میں فرمایا ہے۔ وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا۔ وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا۔ وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا۔ (سورہ جن ع ۱) کہ ایک قوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ جس نے قرآن کریم سُنا۔ اور اپنی قوم کے پاس جا کر کہنے لگی۔ ہم نے ایک عجیب کلام سُنا ہے۔ ہمارا تو خیال تھا۔ کہ دیندار کہلانے والے لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ ہمارے علماء سُود نے ہم کو گمراہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے پہلے لوگوں (یعنی حضرت یوسفؑ کے بعد والوں) کی طرح یہ خیال کر لیا تھا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ کوئی نبی مبعوث نہیں کریگا۔ حالانکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی پیدا ہوا۔ اور ہم نے اسے قبول کیا۔

اس جگہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔ کہ علما کہلانیوالے اپنے غلط عقائد کی تائید میں کچھ نہ کچھ ایسی باتیں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ جن سے لوگوں کو ٹھوکر لگ سکتی ہے۔ یہ بات یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا سے ظاہر ہے۔

امت محمدیہ کہلانیوالوں کی حالت

اب جبکہ اللہ تعالےٰ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ اپنے پاک انبیاء مبعوث فرما کر فعلی طور پر باوجود لوگوں کے بار بار اعتراضات اور انحراف کے اجرائے نبوت کا ثبوت دے چکا ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کے واقعہ کو پیش کر کے ختم نبوت کے مسئلہ کا بطلان اظہر من الشمس کر چکا پھر خاص طور پر سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ پیش کر کے آپکی امت کو سمجھا چکا ہے۔ کہ ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہے۔ تو چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آئندہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ختم نبوت کا غلط عقیدہ ترک کر دیا جاتا۔ اور جب کبھی خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی نبی مبعوث ہوتا۔ فوراً اسے قبول کر لیا جاتا۔ مگر افسوس کہ قدیمی سنت بدستور قائم رہی۔ امت محمدیہ کہلانیوالوں نے بھی اس گڑھے کو پھاند کر جو متعدد مرتبہ ٹوٹ چکا تھا۔ ایسی دیوار پر قدم رکھا جو ہزاروں مرتبہ گر چکی تھی۔ اور اسی راستے پر چلے جس پر چلکر ہزاروں امتیں مورد عتاب و عذاب ہو چکی تھیں۔ جس طرح اب اللہ تعالےٰ نے پھر ایک بار اپنی سنت قدیم کے مطابق ایک نبی کو مبعوث فرمایا۔ اسی طرح تشابھت قلوبھم کے ماتحت اس زمانہ کے لوگوں نے بھی کہدیا۔ لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اجرائے نبوت کا انکار کرنیوالا نیا گروہ

خیال تھا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلط عقیدہ کا بڑے زور کے ساتھ رد کر دیا ہے۔ اور متعدد کتابوں میں جہاں اپنی نبوت ثابت کی ہے۔ وہاں آئندہ بھی غیر تشریعی نبی آنے کی ضرورت ثابت فرمائی ہے تا کبھی آپ کے متبعین بھی پہلوں کی طرح اس بارہ میں ٹھوکر نہ کھائیں۔ اور کسی آنے والے کا انکار کر کے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اس لئے کسی احمدی کہلانے والے کو ٹھوکر نہ لگے گی۔

مگر افسوس کہ ایک گروہ جو ایک دن خود دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت منوانے کی کوشش کرتا تھا۔ وہی نبوت کا منکر بن گیا۔

پس جس طرح پہلے ہزاروں خدا کے سچے نبی اور ان کے متبعین اجرائے نبوت کو دنیا پر ثابت کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی طرح آج ہم کو بھی ضرورت پیش آئی۔ کہ ہم بھی اس مسئلہ کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔

مَیں چاہتا ہوں۔ اس مسئلہ پر قرآن کریم سے ثبوت پیش کرنے سے قبل نبی کے معنے از روئے لغت اور از روئے قرآن کریم بیان کر دوں۔ اور پھر بتاؤں۔ کہ نبی کی ضرورت کیا ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد یہ ثابت کروں۔ کہ کیا وہ ضرورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہو سکتی ہے اور کیا وہ ضرورت اس زمانہ میں پیدا ہو چکی ہے۔ اگر پیدا ہو چکی ہے۔ تو کیا وہ صرف نبی کے ذریعہ ہی پوری ہو سکتی ہے۔ یا کوئی مولوی۔ مجدد یا محدث اسے پورا کر سکتا ہے۔ پھر ان اعتراضات کا مختصر جواب دوں گا۔ جو ختم نبوت کی تائید میں منکرین نبوت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں

نبی کے معنی از روئے لغت

نبی کے معنی دو طرح سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ چونکہ یہ عربی کا لفظ ہے۔ اس لئے عربی لغت کا دیکھنا ضروری ہے۔ اور پھر چونکہ قرآن کریم نے بھی اسے بار بار پیش کیا ہے۔ اس لئے قرآن کریم سے بھی اس کے معنے معلوم کرنے ضروری ہیں۔

لغت کی کتابوں میں سے لسان العرب۔ تاج العروس راغب بڑی بڑی کتابیں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جس پر خدا تعالےٰ اپنا غیب نازل کرے۔ اور اس پر اپنی توحید واضح طور پر ثابت کرے۔ وہ غیب جو اس پر ظاہر کیا جائے۔ اہم امور پر مشتمل ہو۔ وہ خود بھی کہے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ نے نبی قرار دیا ہے۔ چونکہ نبی بروزن فعیل ہے۔ جو اپنے اندر مبالغہ کے معنے رکھتا ہے۔ اس لئے مکالمہ مخاطبہ کی کثرت بھی نبی کے لئے ضروری ہے۔

منجد ایک چھوٹی سی لغت کی کتاب ہے۔ اس میں بھی لکھا ہے۔ النبی المخبر عن الغیب او المستقبل بالھام من اللہ۔ المخبر عن اللہ وما یتعلق بہٖ یعنی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو غیب کی باتیں بتائے۔ اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر پیشگوئیاں کرے۔ جو اللہ تعالےٰ کے متعلق لوگوں کو خبردار کرے۔ اور اس کے صفات کا جلوہ ظاہر کرے۔

گویا لغت کی رو سے یہ معنے نبی کے ثابت ہوئے۔ کہ (۱) اس سے خدا کا کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہو (۲) اہم امور سے اس کو مطلع کیا جائے۔ (۳) وہ نبی ہونے کا اعلان بھی کرے۔

قرآن کریم کی رو سے نبی کے معنے

قرآن کریم نے بھی نبی کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ جو لغت سے میں نے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فلا یظھر علےٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضٰی من رسول پھر فرمایا:۔ وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین یعنی انبیاء جس قوم کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ ایک حصہ تو اس نبی پر ایمان لے آتا ہے۔ اور دوسرا اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اس کا منکر ہو جاتا ہے۔ پس نبی مومنوں کے لئے تو مبشر ہوتے ہیں۔ اور منکروں کے لئے منذر۔ ان کا انذار اور تبشیر کسی معمولی امر کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا اعلان یہ ہوتا ہے۔ کہ دین و دنیا کی ہر قسم کی ترقی عزت اور کامیابی ان پر ایمان لانے کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور ان کا انکار تباہی اور بربادی کا موجب ہوتا ہے۔

اس قسم کی آیات قرآن کریم میں بکثرت موجود ہیں۔ جو ظاہر کرتی ہیں۔ کہ نبی کے ذریعہ ایک قوم ترقی پا جائے گی۔ اور دوسری ہلاک اور برباد ہو جائے گی۔ چنانچہ فرمایا:۔ لینذر باساً شدیداً من لدنہ ویبشر المومنین الذین یعملون الصالحات اس آیات کریمہ میں صاف طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کو اس کی ہلاکت کی خبر دیتے ہیں۔ اور دوسری کو جو آپ پر صدق دل سے ایمان لے آئی۔ ترقی اور بشارت کی خبر دیتے ہیں۔ یہ صورت کسی خاص نبی کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک نبی کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود واصحاب الایکۃ وقوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید (ق) یعنی نوح کی قوم نے اور عاد اور ثمود نے اور اصحاب ایکہ نے اپنے رسولوں کا انکار کیا۔ تو ہمارا وہ وعید جو ان کے انبیاء کے نذیر ہونے کی صورت میں ان کے ذریعہ دیا گیا تھا۔ پورا ہو گیا۔ یعنی ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور جب منکرین انبیاء ہلاک ہو گئے۔ تو مومن ہی کامیاب ہوئے۔

وقت کی کمی کی وجہ سے ان تمام آیات کو مفصل بیان نہیں کیا جا سکتا۔ آپ صاحبان اگر ایسے حالات دیکھنا چاہیں۔ تو سورہ اعراف کے آٹھویں رکوع سے لیکر بیسویں تک پڑھیں

دوسری بات جو ان آیات سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ ہے۔ کہ انبیاء کو کثرت سے غیب کی خبریں دی جاتی ہیں۔ اور وہ کثرت ایسی ہوتی ہے۔ کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نہ کسی ولی کو اتنا حصہ دیا جاتا ہے۔ اور نہ کسی محدث و مجدد کو اتنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً کہ غیب جو غلبہ کسی کو عطا نہیں کیا جاتا۔ الا من ارتضٰی من رسول یعنی انبیاء اور رسولوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

پس لغت اور قرآن کریم نے نبی کے ایک ہی معنے بیان کئے جو مختصر الفاظ میں یہ ہیں۔ کہ اللہ کسی کو کہے۔ کہ تو نبی ہے۔ اور وہ لوگوں پر ظاہر کرے۔ دوسرے اس کو کثرت سے غیب کی خبریں دی جائیں۔ اور وہ غیب کی خبریں اہم امور کے متعلق ہوں۔

نبی اور رسول سے مراد

لغت اور قرآن کریم سے نبی کے معنے بیان کر چکنے کے بعد اب میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ نبی کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ اور کس غرض کے لئے انبیاء دنیا میں آتے ہیں۔ مگر اس سے قبل ایک بات بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ میری تقریر میں کبھی نبی کا لفظ آئے گا۔ اور کبھی رسول کا۔ اس سے دو الگ الگ ہستیاں مراد نہ ہونگی۔ بلکہ ایک ہی وجود مراد ہوگا۔ قرآن کریم نے بھی اگر کسی کو ایک مقام پر نبی کہا ہے۔ تو دوسری جگہ اسی کو رسول کہا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو ایک جگہ رسول کہا ہے۔ تو دوسری جگہ نبی کہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ ولقد اٰتینا موسی الکتٰب وقفینا من بعدہٖ بالرسل کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اور ان کے بعد کئی ایک رسول بھیجے۔ اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول کہا ہے۔ مگر دوسری جگہ فرمایا۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا کہ ہم نے توراۃ نازل کی۔ اور اس کے بعد کئی ایک نبی آئے۔ جو اس پر عمل کرتے اور کراتے تھے۔

پس یہ بتا چکنے کے بعد کہ نبی اور رسول سے میری مراد ایک ہی ہستی ہوگی۔ میں نبی کی ضرورت کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں

نبی کی ضرورت

قرآن کریم نے انبیاء کی بہت سی ضرورتیں بیان فرمائی ہیں مگر میں ان میں سے بعض اہم ضرورتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ باقی ان کے ماتحت آ جائیں گی۔

پہلی ضرورت

نبی کی پہلی ضرورت جو سب سے اہم ہے۔ یہ ہے۔ کہ وہ دنیا کو حقیقی توحید سکھاتا ہے۔ جس زمانہ میں کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ یا تو بالکل خدا تعالیٰ کی ہستی کے منکر ہوتے ہیں۔ یا ان کی زبانوں پر تو خدا تعالےٰ کا نام ہوتا ہے مگر ان کے قلوب سے خدا تعالےٰ کی محبت اس کی عظمت اور اس کی شان بالکل نکل چکی ہوتی ہے۔ وہ ایک ایسی موہوم ہستی کو خدا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ جو نہ تو کسی کے ساتھ کلام کر سکتی ہے۔ اور نہ اپنے ہونے کا ثبوت دنیا پر واضح دلائل سے ظاہر کر سکتی ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ جب بھی کوئی نبی آتا ہے۔ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیالات کے خلاف وہ خدا تعالیٰ کی قادر و قیوم غیور اور حی ہستی کو پیش کرتا ہے۔ اور اس کی سچائی کے لئے اس کے کلام اور اپنے وجود کو پیش کرتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ بات کئی جگہ بیان ہوئی ہے۔ اور سورہ ھود میں اللہ تعالےٰ نے

کئی ایک انبیاء کا نام لے کر ذکر فرمایا ہے۔ کہ وُہ دُنیا میں سب سے پہلی غرض یہ لے کر آتے ہیں۔ کہ لوگوں کو ایک خدا کے آستانہ پر لاکر گرائیں۔ چنانچہ فرمایا۔ نوح علیہ السلام نے بھی یہی آکر کہا تھا۔ الا تعبدوا الا اللہ۔ کہ اللہ کے سوائے کسی کو اپنا معبُود نہ سمجھو۔ پھر فرمایا۔ والی ثمود اخاھم صالحاً قال یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ کہ ثمود کو صالح علیہ السلام نے بھی یہی سمجھایا تھا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوائے تمہارا کوئی معبُود نہیں۔ حضرت ہُود ؑ اور حضرت شعیب ؑ و دیگر انبیاء کرام ؑ نے بھی دنیا کو آکر خالص توحید کی ہی تعلیم دی۔ مگر قوم نے مخالفت کی تھی۔ اور آخر ہمارے پاک رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر تو اللہ تعالٰے کی توحید پیش کرنے میں وُہ کمال ظاہر فرمایا۔ کہ جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی؎

دُوسری۔ تیسری۔ چوتھی اور پانچویں ضرورت

دوسری۔ تیسری۔ چوتھی اور پانچویں ضرورت کا ذکر اللہ تعالٰے نے ایک ہی آیت میں بیان فرما دیا ہے۔ جو یہ ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم اٰیتہٖ و یزکیھم و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ الخ۔ یعنی اللہ تعالٰے نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا میں اس لئے بھیجا ہے۔ کہ وُہ خدا تعالٰے کے تازہ الہامات اور اس کی پاک وُحی اور زبردست نشانات پیش کرے۔ دوسرے یہ کہ وُہ تمہارا تزکیہ نفس کرے۔ کیونکہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو۔ اس وقت تک روحانیات کی باتیں اس میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ اور قلُوب بھی الٰہی کتاب کے سیکھنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ اور اسی بات کی طرف لا یمسہ الا المطھرون کی آیت اشارہ کرتی ہے۔ گویا تیسرا کام نبی کا لوگوں کو خدا تعالٰے کا صحیح علم سکھانا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد چوتھا کام نبی کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ اپنے متبعین کو حکمت کی باتیں سکھاتا ہے۔ یعنی ایسے عمدہ دلائل اور وزنی باتیں سکھا دیتا ہے۔ جن کا مقابلہ کرنے سے لوگ عاجز آجاتے ہیں۔ اور اس کی جماعت کے ساتھ کلام کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ جیسے آج کل بھی لوگ اقرار کرتے ہیں۔ کہ احمدیوں کی باتیں بڑی پکی ہیں۔ ان کا جواب نہیں ہو سکتا؎

چھٹی ضرورت

نبی کی چھٹی ضرورت یہ ہوتی ہے۔ کہ وُہ لوگوں کے اعمال کی اصلاح کرے۔ اور اپنا نیک نمونہ ان کے سامنے پیش کرے۔ جیسے اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطٰن اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم (سورہ نحل) یعنی اے نبی ہم نے تم کو ایسے زمانہ میں بھیجا ہے جس میں لوگوں کے اعمال خراب ہو چکے ہیں۔ آج شیطان ان کا ولی اور دوست ہے۔ ہماری یہ سنت قدیمہ ہے۔ کہ ایسے ہی زمانہ میں اور ایسی ہی حالت میں ہمیشہ ہم انبیاء بھیجا کرتے ہیں۔ پس اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰے نے زمانہ کی حالت کو پیش کر کے اور لوگوں کی خرابی کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔ کہ ہم ایسے وقت۔ ایسی حالت اور ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے اپنے انبیاء بھیجا کرتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر۔ وذکر اللہ کثیرا۔ اے لوگو۔ اگر تم اللہ کا قرب چاہتے ہو۔ اور خواہش رکھتے ہو۔ کہ تمہارا انجام بخیر ہو۔ اور تمہارے اندر اللہ کے ذکر کی قوت پیدا ہو۔ تو تمہارے لئے ہمارے نبی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نہایت اعلٰے اور احسن نمونہ ہے۔ پھر اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اے نبی تو لوگوں میں منادی کر دے۔ کہ اگر اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔ تو میرے پیچھے چلو۔ جو میں کرتا ہوں۔ وہی کرو۔ اور جس سے میں روکتا ہوں۔ اس سے رک جاؤ۔ اس کے نتیجہ میں یقیناً تم سے اللہ محبت کرنے لگ جائے گا؎

ساتویں ضرورت

ساتویں ضرورت کا ذکر اللہ تعالٰے نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ یا اھل الکتٰب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علٰی فترۃ من الرسل ان تقولوا ماجاءنا من بشیر ولا نذیر الخ کہ ہم نے اپنے رسُول (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس لئے بھیجا ہے۔ کہ اہل کتاب کے اعمال فطال علیھم الامد کے ماتحت خراب ہو چکے تھے۔ اور ان کے لئے ایک نبی کی ضرورت پیدا ہو گئی تھی۔ اگر اب بھی کوئی نبی نہ آتا۔ تو ان کا اعتراض ہو سکتا تھا۔ کہ ماجاءنا من بشیر ولا نذیر۔ کہ ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آیا۔ ہم کس طرح اصلاح کر سکتے تھے۔ پس اللہ تعالٰے نے اس اعتراض کو دُور کرنے کے لئے اپنا نبی بھیجدیا ہے؎

ذرا سوچو تو سہی۔ اگر ۶۰۰ سال کے عرصہ کو اللہ تعالٰے فترۃ کا زمانہ قرار دے کر ایک نہایت عظیم الشان نبی مبعوث کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ تو ۱۳۰۰ سو سال کے لمبے عرصہ کی فترۃ کے بعد کیوں کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جبکہ حالات ویسے ہی پیدا ہو چکے ہیں۔ اور لوگ خدا تعالٰے کی صفات اس کے بندوں کی طرف منسوب کرنے لگ گئے تھے؎

آٹھویں ضرورت

اس کا ذکر اللہ تعالٰے نے ان آیات میں فرمایا ہے:۔ رسلا مبشرین ومنذرین۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ پھر فرمایا:۔ ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیاتک ونکون من المؤمنین۔ پھر فرمایا ولو انا اھلکناھم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیاتک من قبل ان نذل و نخزٰی۔ یعنی اگر اللہ تعالٰے انبیاء کے سلسلہ کو بند کر دے تو لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں۔ کہ اے خدا اگر ہمارے اعمال خراب ہو گئے۔ اور ہمارے اندر سے حقیقی ایمان نکل چکا تھا۔ تو تو نے ہماری اصلاح کے لئے کیوں کوئی نبی مبعوث نہ فرمایا۔ اور کیوں ہم کو خواہ مخواہ عذاب میں گرفتار کیا؎

ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ اگر اللہ تعالٰے نبی کے بعد کوئی دُوسرا نبی نہ بھیجے۔ تو کوئی گنہگار اپنے بداعمال کی وجہ سے قابل سزا نہیں ٹھیر سکتا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وما کنا معذبین حتٰے نبعث رسولا۔ ہم بغیر نبی بھیجنے کے عذاب نہیں دیتے۔ پھر فرمایا ما کان ربک مھلک القرٰی حتٰے یبعث فی امھا رسولا (سورہ قصص ع ۶) یعنی تیرے رب کی شان کے یہ خلاف ہے۔ کہ وُہ بغیر نبی بھیجے عذاب نازل کرے؎

نویں ضرورت

اس کا ذکر اللہ تعالٰے نے اس آیت میں فرمایا ہے:۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتٰب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ الخ یعنی ہم لوگوں کے مذہبی اختلافات مٹانے کے لئے انبیاء بھیجا کرتے ہیں۔ انزل معھم الکتاب سے کسی کو یہ دھوکا نہ لگے۔ کہ اس سے مراد شرعی نبی ہیں۔ کیونکہ اسی آیت کے دوسرے حصہ میں اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ اس سے مراد وہی انبیاء ہیں۔ جو کسی پہلی کتاب کے اختلافات کو مٹانے کے لئے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ۔ کہ وُہ نبی ان لوگوں کے اختلاف مٹانے کے لئے آتے ہیں۔ جن کو وُہ کتاب دی گئی ہوتی ہے۔ یعنی اس نبی کے آنے سے قبل کسی اور نبی کی معرفت نازل ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر زمانہ دراز گزر چکنے کی وجہ سے لوگ آپس میں اختلاف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تو واضح بات ہے۔ کہ کسی شرعی نبی کی موجودگی میں اس کے ماننے والے کبھی اختلاف نہیں کر سکتے۔ البتہ اس کی وفات کے بعد ایسے اختلافات پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ان کو مٹانے کے لئے دوسرا نبی آتا ہے، جو گویا کتاب کو دوبارہ خدا تعالٰے سے حاصل کرتا ہے۔ اور صحیح مفہوم لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے؎

پس یہ وُہ انبیاء کے آنے کی اغراض ہیں۔ جن کا میں نے اختصار سے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ضرورتیں خدا تعالٰے نے بیان فرمائی ہیں۔ مگر وُہ ان ضرورتوں کے اندر ہی آ سکتی ہیں۔ اس لئے میں انہیں چھوڑتا ہوا یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کیا مذکورہ ضرورتیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہو سکتی ہیں؎

ماہ رمضان میں زکوٰۃ وصدقات

اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن احباب کو اس قدر ثروت اور خوشحالی میسر ہے۔ کہ وُہ صاحب نصاب ہیں۔ یعنی جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ بموجب احکام شریعت اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔ خلوص دل سے وقت پر زکوٰۃ کی ادائیگی سے اموال میں خیر و برکت اور ترقی ہوتی ہے۔ اور مال ضائع نہیں ہوتا۔ جس سے اللہ تعالےٰ کی غریب و مسکین مخلوق پرورش پاتی ہے۔ اور یتامیٰ اور معذورین کو حصہ ملتا ہے۔ بھوکے کھانا کھاتے اور ننگے سردی گرمی سے بچائے جاتے ہیں؞

ہر وُہ مال جو کسی مرد یا عورت کے پاس سال بھر تک جمع رہے۔ اور وُہ ایک مقررہ مقدار سے زیادہ ہو۔ تو اُس میں سے ایک معیّن حصہ غریبوں کا ہو چکا۔ اب مالداروں کا فرض ہے۔ کہ وُہ اپنے مال سے غریبوں کا حصہ نکال کر امام وقت کے پاس پہونچا دیں۔ اور اپنے مال کے ساتھ یتیموں اور مسکینوں کا مال نہ ملائیں۔ اگر کوئی مال کی محبت یا افلاس کے خوف سے زکوٰۃ کا مال اپنے مال سے جدا نہیں کرتا۔ تو ایک ناجائز فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اپنے سارے مال کو خطرہ میں ڈالتا ہے؞

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ جسے مال دے۔ اور وُہ اس مال کی زکوٰۃ نہ دے۔ تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لئے اژدہا کے ہمشکل کر دیا جائے گا۔ وُہ سانپ اس کا طوق بن جائیگا۔ جو اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا۔ اور کہیگا۔ میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں؞

غرض مالی عبادت میں زکوٰۃ سب سے بڑا فرض ہے جس میں کوتاہی کرنا اپنے دین اور ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے میری شفاعت سے بھی حصہ نہ پائیں گے؞

جس طرح نماز ایک اہم فرض ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی ایک اہم فرض ہے۔ اور جس طرح نماز میں فرائض کے ساتھ سنن اور نوافل ترقی درجات کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح مالی عبادت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اور عبادات ہیں۔ اور وہ صدقات ہیں۔ صدقات کو جاری رکھنے سے انسان کو ایک تو اہم فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں غفلت نہیں ہوتی۔ دوسرے انسان مراتب روحانی میں ترقی کرتا ہے علاوہ اس کے صدقہ اور ہجرت سے کسل اور کمزوریوں کا کفارہ ہوجاتا ہے حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض بی بیوں نے آپ سے عرض کی۔ کہ بعد از وفات سب سے پہلے ہم میں سے آپ سے کون ملے گی۔ آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ تم سب میں لمبے ہیں۔ یہاں ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے زینب رضہ بنت جحش کی وفات ہوئی۔ کیونکہ وُہ صدقہ دینے میں بہت بڑھی ہوئی تھیں؞

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور تمام اوقات سے زیادہ آپ رمضان میں سخی ہو جاتے تھے؞

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ایک شخص نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ کونسا صدقہ ثواب میں زیادہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اس حال میں صدقہ دے۔ کہ تندرست ہو۔ بخیل ہو۔ فقیری سے ڈرتا ہو۔ اور مالدار ہونے کی آرزو رکھتا ہو؞

صدقہ دینے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ بڑی رقم ہی صدقہ میں دی جائے۔ جو شخص پاک کمائی سے ایک چھوہارہ بھی صدقہ دیتا ہے۔ اللہ اُس کو بھی اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ پھر اس کو اس صدقہ دینے والے کے لئے بڑھاتا ہے۔ حتےٰ کہ چھوہارہ پہاڑ کے مثل ہو جاتا ہے۔ کیا ہی اچھی اور امیدوں سے بھری ہُوئی تعلیم ہے۔ غریب سے غریب لوگ بھی صدقہ دے سکتے ہیں۔ اور اپنی ذرا ذرا سی چیزوں کے معاوضہ میں بڑے بڑے اجر حاصل کر سکتے ہیں پس ہر ایک مومن کو صدقہ دینا چاہیئے۔ تھوڑے بہت کا سوال ہی نہیں ہے۔ جو جس کے پاس ہو۔ اس میں سے صدقہ دے۔ تا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے اس کے اجر کا سرمایہ بڑھتا ہے؞

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کے شرف سے بہرہ اندوز ہو کر ہم سب کی آرزو ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اٰخرین منھم کے درجات اپنے فضل سے عطا فرمائے۔ اور ہم صحابہ کے زمرہ میں داخل کئے جائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے فضل سے زکوٰۃ کی ادائیگی پر قائم فرمائے۔ اور صدقات دیتے رہنے کی عادت ڈالے؞

مسلمان زکوٰۃ کو بالکل بھلا بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا یہ حال ہے۔ کہ دُنیا کی ساری قوموں کے پاس دولت اور مال ہے لیکن مسلمانوں کی دولتیں چھن چکی ہیں۔ اور روز بروز چھن رہی ہیں۔ پس احمدی جماعت کے لئے بڑے خوف کا مقام ہے۔ ہر احمدی مرد اور عورت کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنے مال پر غور سے نظر ڈالے۔ اور احتیاط سے زکوٰۃ کا حساب کر کے ادا کر دے؞

زکوٰۃ امام وقت کے ذریعہ غربا میں تقسیم ہونی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے، کہ زکوٰۃ کا روپیہ بھی قادیان آنا چاہیئے۔ پس احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے مالوں پر صحت کے ساتھ نظر ڈالیں۔ اور جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہو وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدیں۔ بلکہ کچھ نہ کچھ صدقہ بھی ضرور دیں؞

زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے شہر کے غربا کو بھی دینا چاہیں تو اس کے لئے بیت المال کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری حاصل کی جائے؞

زکوٰۃ کے مسائل (رسالہ زکوٰۃ) دفتر بیت المال نے چھاپ کر جماعتوں میں بھجوا دئے ہیں۔ اگر کسی دوست کو تفصیلی مسائل دیکھنے کی ضرورت ہو۔ تو بیت المال سے مفت مل سکتا ہے؞

ناظر بیت المال قادیان

نتیجہ امتحان کتاب نزول المسیح

۳۰۔ نومبر ۱۹۳۰ء کو جن دوستوں نے کتاب نزول المسیح کا امتحان دیا تھا۔ اُن کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ پرچہ کے کل نمبر ۱۰۰ تھے ۳۳ فیصدی پاس ہونے کے لئے ضروری تھے؞

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر
۱	مرزا محمد حسین صاحب کلرک کوہاٹ	۴۵
۲	چوہدری فیض محمد صاحب چندر کے ضلع سیالکوٹ	۷۸
۴	خان عبد المجید خاں صاحب مجسٹریٹ ڈھلواں	۶۱
۵	ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ملٹری ہسپتال چک لالہ	۳۵
۶	چوہدری غلام رسول صاحب لاہور	۸۰
۸	بابو بشیر احمد صاحب لاہور	۵۸
۹	چوہدری منظفر علی صاحب لاہور	۳۶
۱۰	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ننکانہ صاحب	۳۳
۱۳	مستری سلطان بخش صاحب چکوال	۱۹
۱۴	ملک عزیز احمد صاحب ڈرافٹسمین رزمک	۶۵
۱۶	چوہدری غلام احمد صاحب بی۔اے گکرالی	۵۰
۱۸	منشی محمد الدین صاحب کھاریاں	۷۳
۱۹	حافظ بشیر احمد صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان	۹۲
۲۲	عبد الرحیم صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان	۶۱
۲۴	منشی رمضان علی صاحب قادیان	۵۲
۲۸	حافظ بشیر احمد صاحب متفرق کلاس قادیان	۳۳
۲۹	ماسٹر نور الٰہی صاحب ہائی سکول قادیان	۵۶
۳۰	شیخ عبد الواحد صاحب جامعہ احمدیہ قادیان	۴۵
۳۱	حاجی اللہ بخش صاحب بنگولے ضلع سیالکوٹ	۴۸

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

۱۰۹

جماعت احمدیہ میں اختلاف کا بانی کون ہے

اور

اختلاف کی وجہ کیا تھی

مولوی محمد علی صاحب نے برادران قادیان سے اپیل کے نام سے جو مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ زور اپنی ۱۷ سالہ ترقی پر دیا ہے۔ اور اسے خدا تعالےٰ کی نصرت اور معیت کی دلیل بتایا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ دس نہیں سینکڑوں مشن قائم ہوں۔ ایک نہیں بیسیوں مسجدیں نہیں۔ ساٹھ ہزار نہیں۔ لاکھوں روپے چندہ جمع ہو گیا ہو ایک مذہبی گروہ کی ترقی کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ ترقی تو ہم تب سمجھتے۔ جب مولوی صاحب یہ بتاتے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے نام کو دنیا میں پہنچانے والے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے والے کتنے لوگ انہوں نے پیدا کئے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے۔

"مبارک ہے۔ وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے"

کیا مولوی صاحب بتلائیں گے۔ کتنے لوگ انہوں نے اس تاریکی سے باہر نکالے۔ یا خود بھی اسی تاریکی میں جا پڑے۔ جس سے کبھی نکلے تھے۔ یہ ترقی معکوس نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے پیروؤں کا کیا یہی ایمان ہونا چاہیئے کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز جائز۔ لڑکیاں دینی جائز۔ جنازہ پڑھنا جائز منکرین مسیح موعود مومن۔ مسیح موعود کا ماننا یا نہ ماننا برابر۔ کیا یہی وہ ترقی ہے۔ جو مولوی صاحب کے سترہ سالہ عہد امارت میں ان کے ساتھیوں نے کی۔ اور جس پر انہیں ناز ہے۔ اور کیا یہی وہ تحفہ ہے۔ جو آپ برادران قادیان کو دینا چاہتے ہیں۔

مولوی صاحب اس بات سے انکار کرتے ہوئے۔ کہ انہوں نے جماعت میں اختلاف اپنے لئے نمبرداری حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا اختلافی امور بتاتے ہیں:-

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں

(۲) یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے منکر کافر ہیں یا نہیں

مولوی صاحب کا یہ بیان واقعات کے ہی خلاف نہیں۔ بلکہ نہایت ہی دیدہ دلیری سے حق پوشی بھی ہے۔ دلوں کے بھید تو خدا تعالیٰ کو معلوم ہیں اور وہی جانتا ہے کہ مولوی صاحب نمبرداری چاہتے تھے یا نہ۔ اپنے لئے چاہتے تھے۔ یا کسی اور کے لئے۔ دنیا تو واقعات کو دیکھ کر ہی اندازہ لگا سکتی ہے۔ کہ مولوی صاحب کیا چاہتے تھے۔ اور اختلاف کی وجوہات آیا مسئلہ نبوت اور کفر اسلام ہیں۔ یا کچھ اور۔

میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اختلاف کی اصل وجوہات ظاہر کر دوں۔ تا کسی کے لئے مولوی صاحب کی حق پوشی موجب ٹھوکر نہ بنے اور یہ وجوہات میں اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ مولوی صاحب کے ہی الفاظ میں بیان کر دوں گا۔ تا مولوی صاحب کے لئے جائے فرار نہ رہے۔

فی الحقیقت مولوی صاحب ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ میں اختلاف کی بنیاد رکھی۔ اور ایک ٹریکٹ بعنوان "ایک نہایت ضروری اعلان" خفیہ طور پر چھپوا کر خفیہ ہی خفیہ شائع کیا۔ مولوی صاحب نے اس رسالہ میں اختلاف کی پانچ وجوہات بتائی ہیں۔ میں وہی پیش کروں گا۔

مولوی صاحب نے اس ٹریکٹ میں جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا

"سب سے پہلی بات جو میں چاہتا ہوں آپ یاد رکھیں یہ ہے۔ کہ اگر آپکے پاس کوئی تحریک اس مضمون کی پہنچے۔ کہ فلاں شخص کے ہاتھ پر چالیس احمدیوں نے بیعت کر لی ہے۔ یا اس پر اتفاق کر لیا ہے۔ کہ وہ لوگوں سے بیعت لے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی وصیت کے ماتحت وہ بے شک اس بات کا تو مجاز ہے۔ کہ ان لوگوں سے جو سلسلہ میں داخل نہیں۔ سلسلہ میں داخل کرنے کے لئے مسیح موعود کے نام پر بیعت لے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی مرتبہ انکا سلسلہ میں تسلیم نہیں ہو سکتا"

ناظرین! مولوی صاحب کا خلافت سے بغاوت کا یہ پہلا قدم ہے۔ حالانکہ چھ سال تک آپ ایک واجب الاطاعت خلیفہ کی بیعت میں رہ چکے تھے۔ اور اس کی خلافت ضروری سمجھتے تھے:۔

پھر لکھا:-

"دوسری بات جو میں آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ انکو بار بار از سر نو کسی شخص کی بیعت کی ضرورت نہیں"

اس پر سوال ہوتا تھا کہ پھر پہلے خلیفہ کی بیعت مولوی صاحب نے کیوں کی۔ اس لئے اس کا جواب یوں دیا۔

"یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ روحانی تعلق بڑھانے کے لئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح جیسے پاک وجود کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور آپکے علم و فضل کے آگے سر نیچا کرنے کے لئے تھی"

پہلے خلیفہ کی بیعت کی دلیل تو مولوی صاحب نے خوب دی ہے۔ لیکن یہ کس طرح سمجھ لیا۔ کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق بڑھانے اور خلیفہ وقت کی دعاؤں سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت حضرت خلیفہ اول کے بعد انہیں نہیں رہے گی۔ یہ خلافت سے بغاوت کا دوسرا قدم تھا۔

تیسرا قدم آپ نے یہ اٹھایا۔ "تیسری بات جو میں ضروری طور پر آپ کو پہنچانی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مجلس معتمدین صدر انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ہاتھوں سے قائم کیا۔ اپنی وصیت میں اسے اپنا جانشین قرار دیا۔ کہ اس انجمن کے فیصلے آپ کے بعد بالکل قطعی ہونگے۔ اور سلسلہ کے لئے قابل عملدر آمد ہونگے" اس سے خلیفہ کے وجود کی نفی ثابت کرنا مولوی صاحب ہی کی منطق ہے۔ حالانکہ امرھم شوریٰ بینھم کے ماتحت انجمن تو خلیفہ وقت کی معاون قرار دی گئی تھی۔ جو انتظامی معاملات میں اس کا ہاتھ بٹائے۔ نہ کہ خود خلیفہ ہی کو جواب دے بیٹھے۔

چوتھا قدم آپ نے یہ بڑھایا "چوتھی بات جو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کہ مسئلہ کفر اسلام میں خدا سے ڈر کر منہ سے لفظ نکالو۔ اتنی جرأت نہ کرو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دیدو۔ تمہارا سلسلہ اس سے نہیں پھیلیگا۔ بلکہ یہ سخت روک ہو جائیگی۔ پہلے بھی اس فتویٰ سے احمدیوں کو سخت مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اسے بالکل چھوڑ دو۔ مجھے اسلئے لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ کہ جلسہ سالانہ پر میاں صاحب نے بڑے زور سے اعلان کیا۔ کہ میں غیر احمدیوں کو کافر کہنے سے نہیں ٹلوں گا"

اس میں اگرچہ مسئلہ کفر و اسلام کو آڑ بنایا گیا۔ لیکن اس کی غرض بھی دراصل خلافت ہی کی مخالفت تھی۔ چنانچہ "میاں صاحب" کے الفاظ خواہ مخواہ مولوی صاحب کے قلم پر آگئے اور میاں صاحب کا نام بے ساختہ مولوی صاحب کے منہ سے نکل گیا۔ ورنہ کون سمجھ سکتا تھا۔ کہ یہ ساری تمہید کس کی مخالفت کے لئے باندھی جا رہی ہے۔ اور وہ کون یوسف ہے۔ جس کے بھائی اس کے ساتھ وہ سلوک کریں گے۔ جو پہلوں نے پہلے یوسف سے کیا۔

پانچواں قدم مولوی صاحب کا یہ تھا۔ "پانچویں بات جو آخری ہے آپکی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرما دیا ہے۔ کہ انکا کوئی جانشین ہو۔ جو متقی عالم باعمل اور ہر دلعزیز ہو اسلئے صرف اس فرمان کی تعمیل کیلئے تم کسی شخص کو ضرورت کے وقت اسی غرض کے لئے منتخب کر لو۔ کہ وہ تمہاری قوم میں سب پر ممتاز ہو۔ ہاں ایک شخص کو ممتاز حیثیت دیدو۔ مگر قومی مشورہ سے۔ جلدی میں نہیں تا حضرت خلیفۃ المسیح کا منشا بھی پورا ہو جائے۔ مگر ایسا شخص اس بات کا ہرگز مجاز نہیں۔ کہ احمدیوں سے بیعت لے۔ اور دوسرے اس میں وہ باتیں پائی جانی چاہئیں۔ یعنی متقی ہو۔ ہر دلعزیز ہو۔ عالم باعمل ہو۔ حضرت صاحب کے احباب سے نرمی اور درگذر سے کام لے۔ ان میں بلا کسی ڈر کے یہ کہونگا

کہ مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے تقوٰی سے الگ راہ پر قدم مارتے ہیں۔ اور ہر دلعزیزی کی صفت بھی انہیں حاصل نہیں ہو سکتی"

یہ ہے مقطع کا بند جس کے لئے مولوی صاحب اس قدر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ یعنی یہ کہ خلافت قائم نہ ہو۔ کیونکہ "میاں صاحب" کے سوا اور کسی کا اس منصب پر فائز ہونا ممکن نہ تھا۔

کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ میں فساد کی بنیاد رکھنے والا۔ جماعت احمدیہ کو منتشر کرنے والا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں اختلاف پیدا کرنیوالا خود مولوی محمد علی ہے۔ جو آج تک صحیح طور پر سامنے آتا ہے۔ اور اپنے ناپاک ارادوں کو جو اختلاف کا موجب بنے چھپا ہؤا۔ دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ اختلاف ان امور پر تھا۔ جو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں مولوی صاحب نے مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام پر جماعت کیساتھ کب مباحثے کئے تھے۔ کب انہوں نے دلائل پیش کئے تھے۔ کہ جنکے بعد وہ مجبور ہو گئے تھے۔ کہ اختلاف کھڑا کریں حقیقت یہ ہے۔ کہ اختلاف کی وجوہات کچھ اور ہی تھیں جن پر مولوی صاحب کا ٹریکٹ گواہ ہے۔ یہی وہ باتیں تھیں۔ جو مولوی صاحب کے لئے قادیان چھوڑنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منہ موڑنے کا موجب بنیں نہ کہ مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام۔ (خاکسار عبد الحکیم از دہلی)

مردم شماری اور مسلم حقوق

آج کل مردم شماری کا کام بڑی سرگرمی کے ساتھ شروع ہے۔ چونکہ ہندوستان کی آئندہ آئینی حکومت میں قومی حقوق کا دار و مدار تعداد پر ہوگا۔ لہذا ہر قوم کا فرض ہے۔ کہ تمام تر کوشش اپنی قوم کی صحیح تعداد میں کمی نہ ہونے پر صرف کردے۔ لیکن ہم اس حقیقت کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ کہ بعض متعصب ہندو جن کا شن مسلمانوں کا نام و نشان مٹانا ہے مسلمانوں کی آبادی میں کمی کر دینے کے لئے ساعی ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ نہ صرف اپنا اور اپنے اہل و عیال کے نام درج کرائے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں کی صحیح تعداد درج کرانے کی بھی پوری کوشش کرے۔ اگر خدا نخواستہ ہنود کی چال کارگر ہو گئی۔ اور مسلمانوں کی صحیح تعداد بھی کی دکھانے میں یہ لوگ کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچیگا۔

ہندو یہ بھی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ زبان ہندی لکھائی جائے۔ حالانکہ ہندی زبان کا رواج پنجاب میں نہیں ہے۔ یہ صرف ہندو ذہنیت کا شرمناک مظاہرہ ہے۔ اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچانیکی تدابیر میں سے ایک ہے۔ دیکھا گیا ہے۔ کہ اس کیلئے خاص طور پر کوشش کی جا رہی ہے۔ مسلمانوں کو اس بارے میں توجہ کرنی چاہئیے۔ وہ لوگ جو کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے ہندو اس کوشش میں ہیں۔ کہ انہیں ہندو لکھا جائے۔ لہذا مسلمانوں کو خاص طور پر اس شرارت کا انسداد بھی کرنا چاہئیے۔ اور دیکھنا چاہئیے کہ کوئی اچھوت قوم کا فرد ہندو درج نہ کیا جائے۔ غرض تمام ناجائز کوششوں کو ملیامیٹ کرنیکی ان تھک کوشش کرنی چاہئیے خصوصاً احمدی احباب اپنے حلقۂ اثر میں ان امور کا خاص خیال رکھیں۔ خاکسار محمد فضل غنی عفی عنہ راولپنڈی

کھدریالہ ضلع گجرات میں تبلیغ احمدیت

۱۷ جنوری کی شام کو مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل کھدریالہ پہنچے۔ اور باہر سے کثیر تعداد میں احمدی دوست آ گئے مولوی غلام ربانی نجس نے احمدی مناظر سے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بیماری کا عذر کر دیا۔ اس کے بعد چونکہ مناظرہ کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے تقریر کے لئے کھلے میدان میں جلسہ گاہ بنائی گئی۔ مولوی صاحب نے ایک گھنٹہ نہایت مدلل تقریر کی آپ نے بتایا کہ حضرت مرزا صاحب پر وہی اعتراض کئے جاتے ہیں۔ جو پہلے نبیوں پر کئے گئے۔

موضع کھدریالہ سے نصف میل کے فاصلہ پر گوڑہ ایک گاؤں ہے۔ جہاں ہمارے دو احمدی دوست چوہدری محمد دین صاحب اور میاں عصمت اللہ صاحب رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے گاؤں کے لوگ کہتے ہیں۔ ہم مناظرہ کرانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر مولوی غلام ربانی صاحب نہ مانیں گے تو ہم باہر سے کسی اور عالم کو بلالیں گے۔ اس پر ہم نے کہا کہ مناظرہ کے لئے شرائط طے کر لی جائیں۔ تاکہ کل صبح مناظرہ شروع ہو سکے۔ دوسرے دن معلوم ہوا۔ کہ باہر سے کوئی مناظر نہیں آئے گا۔ یہی مولوی غلام ربانی صاحب ہوں گے۔ اس لئے ہم نے انہیں شرائط کا تصفیہ کرنے کے لئے کہا اور شرائط کی دو کاپیاں ان کو دیں۔ کہ اگر آپ کو منظور ہوں۔ تو ان پر دستخط کر دیں اور ایک کاپی خود رکھ لیں۔ فریق ثانی کے مناظر نے زبانی طور پر تو ان شرائط کو درست اور مناسب تسلیم کیا۔ مگر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس طرح مناظرہ سے راہ فرار اختیار کی فریق ثانی نے شرائط کے متعلق دو عجیب باتیں کہیں۔ اول یہ کہ وقت کی پابندی نہیں ہونی چاہئیے۔ بلکہ جس وقت کسی کی مرضی ہو۔ تقریر شروع کرے اور جب چاہے بند کر دے۔ نیز ایک مناظر دوسرے مناظر کی تقریر کے دوران میں بھی اعتراض کر سکتا ہے۔ دوسری یہ کہ یہ جو شرط ہے۔ کہ "ہر ایک مناظر کا فرض ہوگا۔ کہ شرافت اور تہذیب سے گفتگو کرے کسی قسم کی بدکلامی یا بدزبانی کو کام میں نہ لائیگا" یہ ٹھیک نہیں اسے اڑا دیا جائے۔ جو کچھ ہمارے مناظر صاحب کہیں وہ ٹھیک ہوگا۔ اس پر جب ہماری طرف سے کہا گیا۔ کہ مولوی صاحب کیا آپ بدکلامی کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔ تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ مگر یہ شرط منظور نہ کرنے پر اڑے رہے۔

خاکسار مرزا محمد صادق

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت مال باجلاس جناب راجہ علی محمد خان صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع مظفر گڑھ نمبر مقدمہ ۹۸ بابت سال ۱۹۳۰ء مرجوعہ ۱۵ ۱۲/۳ موضع قلندر والہ۔ قادر بخش ولد جان ذات رند بلوچ سکنہ مظفر گڑھ ملازم مالی شفاخانہ مظفر گڑھ ... مدعی

بنام:۔ [1] الہداد ولد بیرن۔ [2] احمد یار۔ [3] نور محمد پسران محمد حسن و [4] قادر بخش ولد عین و مسماۃ [6] مراد خاتون دختر احمد خاں و [7] محمد یار ولد محمد بخش۔ [8] حیدر ولد غلام محمد۔ موشی ولد شیرن و [9] حیدر ولد خدا بخش [10] الہ بخش ولد غلام حیدر۔ [11] غلام رسول ولد اللہ بخش۔ [12] الہی بخش و [13] اللہ وسایا پسران غلام حسن۔ [14] سردار ولد غلام علی [15] فتح محمد ولد غلام محمد۔ [16] برخوردار ولد محمد یار۔ [17] احمد [18] محمد [19] قاسم پسران غلام رسول اقوام قندرانی۔ [20] جیا رام ولد نند لعل ذات ہندو جہ سکنائی موضع قلندر والہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ و [21] بھگوانداس ولد شیو دیال ذات ہندو جہ سکنائی موضع قلندر والہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ حال پروفیسر انجینیرنگ کالج بنارس ہندو یونیورسٹی بنارس۔ یو۔ پی۔ [22] چندر بھان ولد نند لعل [23] امیر چند ولد تولا رام۔ [24] گوردین داس ولد پریم لعل سکنائی موضع قلندر والہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ مدعا علیہم دعویٰ دلا پانے مبلغ لگان اراضی مندرجہ کھاتہ نمبر ۲۲۶/۱۱۲۹ نمبر خسرہ ۸۶۲ و کھاتہ نمبر ۲۲۷/۱۱۳۵ نمبر خسرہ ۸۶۰ چاہ بیرن والہ شرقی داخلی موضع قلندر والہ تحصیل و ضلع مظفر گڑھ بابت فصل ربیع سال ۱۹۲۹ء لغایت فصل ربیع سال ۱۹۳۰ء بروئے خسرہ گرداوری مرتبہ پٹواری زیر دفعہ ۷۷ شق سوم ضمن (ن) ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء اندرین مقدمہ رپورٹ سمنات سے پایا گیا۔ کہ مدعا علیہم تعمیل سمنات سے دیدہ دانستہ گریز کر رہے ہیں۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی ان کے خلاف جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم بتاریخ ۲۳ فروری ۱۹۳۱ء (۲۳/۲/۳۱) بوقت دس بجے قبل دوپہر حاضر عدالت ہذا ہوکر جوابدہی مقدمہ نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کاروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ آج بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت عدالت ہذا سے جاری کیا گیا۔

محررہ ۲۶/۱/۳۱

دستخط صاحب بہادر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع مظفر گڑھ

مہر عدالت بحروف انگریزی

حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاندان میں تو موتی سُرمہ ہی مقبول ہے

اس لئے آپ کو بھی یہی سُرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے

حضرت حکیم الامۃ نورالدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا سرمہ بہت مفید اور کارگر رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے"

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئیے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک ::

ایک اسی سالہ بزرگ پر اکسیر البدن کا حیرت انگیز اثر

جناب شیخ صالح محمد صاحب انسپکٹر پولیس ضلع گورداسپور لکھتے ہیں کہ

"میرے دادا صاحب جناب شیخ نورالدین گورنمنٹ پنشنر جن کی عمر ۸۵ سال ہے۔ کچھ عرصہ سے درد اعضاء اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ ان کی خواہش پر انہیں آپ کی مشہور مقوی دوا اکسیر البدن کا استعمال کرایا گیا۔ آپ یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ آپ کی دوا سے انہیں بے حد فائدہ پہنچا۔ اب وہ مزید دوا کے خواہشمند ہیں۔ لہذا انہیں ایک شیشی اور بھیج کر مشکور فرماویں"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک بہترین مقوی دوا ہے جو جملہ دماغی و جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی قیمتی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہئیے۔ اگر آپ ان سردیوں میں اس جملہ مقویات کے سرتاج یعنی اکسیر البدن استعمال کریں گے۔ تو یقیناً آپ اپنی صحت کا بیمہ کرالیں گے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ ::

اکسیر معدہ ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باد گولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف۔ بھوک کھولنے دودھ گھی بکثرت ہضم کرنیکے لئے مسلمہ ہے۔ اڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا قیمت فی شیشی دو روپے محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ مینجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ڈاکٹری اور طبی دنیا

یہ ایک حقیقت ثابت ہے۔ کہ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی ام الامراض ہے۔ خصوصاً جب مسوڑوں میں پیپ پڑ جائے۔ یورپین و امریکن ڈاکٹروں اور یونانی اطباء کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ مسوڑوں کی پیپ اور دانتوں کی دیگر بیماریاں جسم انسانی کے انجن (معدہ) کو خراب کر کے صحت کو برباد کرتی ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ صحت کو قائم رکھنے کیلئے اس مرض متعدی کا تدارک کرے۔ ورنہ معمولی غفلت کا خمیازہ امراض شدیدہ کا سامنا ہوگا۔ افادہ عام کیلئے ہم نے منجن محافظ دندان ایجاد کیا ہے۔ جو بعد تجربہ امراض دندان کیلئے نہایت مفید ثابت ہوا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ پانی لگنا۔ درد کرنا۔ کند ہونا۔ جڑوں میں سوزش۔ میل جمنا۔ مسوڑوں کا زخمی ہونا۔ پیپ پڑ جانا۔ خون آنا۔ مسوڑوں کا پھولنا۔ مسوڑوں کی کھجلی۔ جلن۔ بدبو گوشت خورہ ان سب امراض کیلئے منجن محافظ دندان بیحد مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ ::

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

مفت

آج ہی صرف دو پیسے کا کارڈ لکھ کر منگوالیں۔ مگر یاد رہے کہ بغیر شادی شدہ احباب کے کوئی صاحب منگوانے کی تکلیف نہ فرماویں۔

مینجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودہا

ریڈیم کا ایک روپیہ زیادہ

گھڑیاں تجربہ شدہ

لیور مشین ۱۵ جوئل — پائدار گارنٹی شدہ

الحمدللہ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے اپنی گھڑیوں کی بیحد تعریف سنی۔ مزید تسلی کے لئے ۱۹۳۰ء کے خریداروں کے نام و تفصیل و ہدایات ہم سے مفت طلب کریں اور دیکھیں کہ ہم نے عام شبہات کو کس طرح مٹا دیا ہے۔ اپنا پتہ صاف لکھیں۔

عہ۱ ریسٹ واچ ۱۵ لائن موٹی کلائی کی نکل کیس ۱۰ روپے رولڈ گولڈ ۱۲ روپے

عہ۲ ۱۳ لائن درمیانہ کلائی کی نکل ۱۰ ولد ۱۲ چاندی ۱۴ روپے ۱۵

عہ۳ ۱۰ لائن پتلی کلائی کی " " " " " "

عہ۴ جیبی ۱۶ لائن دس جوئل ۸ ۱۵ جوئل کی ۱۰ چاندی ۱۲

عہ۵ ٹائم پیس الارم عمدہ قسم قیمت درجہ بدرجہ ۳ تا ۱۲

المشتہر۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یو پی

لمبے بال

بہترین عورت کی خوبصورتی کا زیور — نئی ایجاد

ZORA BEAUTY

آج مشرق و مغرب کی جو خواتین (خوبصورتی) کو اپنا زیور سمجھتی ہیں۔ اس کے لئے بیقرار ہیں۔ جس کے استعمال سے ان کی خوبصورتی کے زیور بالوں کو نہایت دلفریب طور پر دو۔ دو فٹ دراز کر کے انکی دلی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ نیز بالوں کو گرنے سے بچاتا ہے۔ اور جڑ سے پیدا کرتا ہے۔ بیشک استعمال کرنے سے پیشتر بالوں کی لمبائی ناپ کر فرق معلوم کرلیں۔ غلط ثابت ہونے پر واپسی قیمت کی شرط قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:۔ سست اینڈ کو سوتر منڈی لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— الہ آباد ۔۴ فروری۔ اخبار "لیڈر" کو معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی نے لارڈ ارون کے نام ایک مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ تشدد پولیس کے تقریباً نصف درجن واقعات کی سرکاری طور پر بطور آزمائش تحقیقات کرائی جائے آپ نے تحقیقات طلب مقدمات کی فہرست بھی پیش کر دی ہے۔ اگر وائسرائے تحقیقات کرانے پر رضامند ہو گئے۔ تو گاندھی جی کو یقین ہو جائیگا۔ کہ وہ مصالحت کی کوشش سچے دل سے کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی کانگریس کو ترغیب دینگے۔ کہ وزیر اعظم کی پیشکش سے فائدہ اٹھائے۔

——— لندن ۔۳ فروری۔ پارلیمنٹ کی لیبر پارٹی میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر میکڈانلڈ نے کہا۔ حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ملک کی اقتصادی حالت کو فروغ دینے کی کوشش کو جاری رکھے۔ اور جب تک حالات مجبور نہ کریں۔ ملک کو عام انتخاب کی مہم میں نہ ڈالیگی۔ نہ صرف حکومت بلکہ لبرل رہنماؤں کو بھی یقین ہے۔ کہ اگر اس وقت عام انتخاب کیا گیا۔ تو حکومت قدامت پسندوں کے ہاتھ آ جائے گی۔ اس لئے دونوں جماعتوں نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے۔ کہ عام انتخاب نہ ہونے پائے۔

——— لندن [illegible] نے ان کو خطاب دیا ہے۔

——— یکم اپریل سے ۳۱ دسمبر تک پنجاب کی عدالتوں میں سول نافرمانی کے سلسلہ میں جن اشخاص کے خلاف مقدمے چلائے گئے۔ ان کی مجموعی تعداد ۷۶۹۸ تھی۔ ان میں سے ۵۷۷۴ اشخاص کو سزا ملی۔

——— یہ خبر کہ اخبار "مدینہ" بجنور سے ضمانت طلب کی گئی ہے صحیح نہیں ہے۔

——— نئی دہلی ۔۳ فروری۔ ڈاکٹر ضیاء الدین کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر جیمز کریرار نے کہا۔ کہ سرحدی صوبہ کے پولٹیکل قیدیوں کی رہائی کا انحصار حالات کی رفتار پر ہے۔ گورنمنٹ دیکھ رہی ہے کہ اب لیڈران کی رہائی کے بعد حالات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔

——— پشاور ۔۳ فروری۔ افغانستان کے ابراہیم بیگ ڈاکو کی جلاوطنی نے صوبہ مزار شریف میں امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ حاکم مزار شریف کی مستعدی اور سرگرمی سے امان اللہ خان اور بچہ سقہ کے وقت جو لوٹ مار ہوئی۔ اس کا سامان برآمد ہو رہا ہے۔ چنانچہ گذشتہ ماہ میں ۲۷۰۸ بندوقیں اور ۷۹۹۰۰ کارتوس برآمد ہو چکے ہیں۔

——— پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر نے خان بہادر مرزا سر ظفر علی خان کو ۱۰ فروری ۱۹۳۱ء سے یونیورسٹی مذکور کا معمولی فیلو مقرر کیا ہے۔

——— تازہ ترین خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ فساد بیول کے متعلق ہندوؤں نے جو بیانات شایع کرائے ہیں۔ وہ یکطرفہ ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ اس غلط افواہ پر کہ مسلم بورڈنگ میں بیف پکایا گیا ہے کانگریسی ہندو ایک مسلمان مدرس کو پکڑ کر مقامی ہندو ساہوکار کے مکان پر لے گئے۔ اور خوب مارا۔ اور علانیہ کہا۔ کہ آئندہ اس علاقہ میں گائے ذبح ہونے نہیں دینگے۔ اس پر دیہات کے چند مسلم اکابر اس ہندو کے مکان پر گفت و شنید کے لئے آئے۔ ہندوؤں نے دروازے بند کر لئے اور مکانوں کی چھتوں سے ان مسلم شرفاء پر پتھر برسائے۔ اس پر فساد برپا ہو گیا۔ جس میں ایک ہندو نے مسلمانوں پر بندوق سے فائر کئے۔ اب افسران بھی کانگریسی [illegible] سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو دھڑا دھڑ گرفتار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت تک [illegible] کے قریب گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔ حیرت ہے۔ کہ ضلع کے مسلم اکابر ابھی تک اپنے بھائیوں کی جائز امداد سے غافل ہیں۔

——— دہلی ۔۵ فروری۔ آج سیاسی قیدیوں کے متعلق شیخ صادق حسن کی قرارداد پر بحث ہوئی۔ سولہ مقرروں نے تقریریں کیں لیکن کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور سر ہری سنگھ گوڑ کی تحریک پر بحث غیر معین عرصہ تک ملتوی کر دی گئی۔ یہ کارروائی اس وجہ سے کی گئی ہے۔ کہ چونکہ غیر سرکاری ارکان کی تعداد کم تھی۔ اس لئے ووٹوں کی نوبت نہ آئے۔

——— بمبئی ۔۵ فروری۔ آج صبح مقامی جنگی کونسل نے آزاد میدان میں ناجائز نمک بنانے کی کوشش کی۔ جس پر صدر کونسل کو [illegible] اور ۳ رضاکاروں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

——— حیدر آباد (سندھ) ۵ فروری۔ کانگریسی رضاکاروں نے بعض مسلم دکانوں پر پکٹنگ لگایا۔ جس پر مسلمان دوکانداروں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بارہ رضاکار مجروح ہوئے۔

——— رنگون ۔۵ فروری۔ گذشتہ رات مسلمان مسجد میں نماز تراویح ادا کر رہے تھے۔ کہ ہندو شوجی کا بت جلوس کے ساتھ لے آئے۔ اور مسجد کے سامنے آ کر باجہ بجانا شروع کر دیا۔ جس پر فساد ہو گیا۔ فریقین نے اینٹ پتھر اور سوڈا واٹر کی بوتلیں آزادانہ استعمال کیں۔ رات کے ابتدائی حصہ میں پھر ایک اور فساد ہو گیا۔ اس وقت بھی ایک دوسری متصل مسجد کے سامنے سے جلوس گذر رہا تھا۔ جو باجہ بجا رہا تھا۔ اس فساد میں ۲۱ اشخاص مجروح اور ایک مقتول ہوا۔ مجروحین میں ۴ مسلمان اور باقی ہندو ہیں۔

——— لندن ۔۴ فروری۔ رائل ایر فورس کی ایک پرواز کرنے والی کشتی سمندر میں گر گئی۔ اس میں بارہ آدمی تھے۔ جن میں سے ۹ مر گئے۔ یہ کشتی بہت بڑی تھی۔ اور اس میں سونے کے لئے جگہ تھی۔ باورچی خانہ اور لاسلکی کا انتظام بھی تھا۔

——— نیو دہلی ۔۵ فروری۔ آج اسمبلی میں سر جارج رینی نے اعلان کیا۔ کہ حاجی عبداللہ ہارون نے جو ترمیم پیش کی ہے۔ کہ اگر کانگریس سول نافرمانی کی پالیسی ترک کر دے۔ تو گورنمنٹ بھی سیاسی قیدیوں کی عام معافی اور آرڈیننسوں کی تنسیخ کا اعلان کر دے۔ اسے گورنمنٹ نے منظور کر لیا ہے۔

——— لکھنؤ ۔۶ فروری۔ افسوس ہے۔ کہ آج صبح ۶ بجکر ۴۵ منٹ پر پنڈت موتی لال نہرو کا انتقال ہو گیا۔ پرسوں آپ ایکس رے کے معائنہ کے لئے الہ آباد سے موٹر کار کے ذریعہ سے لکھنؤ لائے گئے تھے۔ وفات کی خبر آناً فاناً پھیل گئی۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے گیارہ بجے کے قریب نعش کو قومی جھنڈے میں لپیٹ کر ایک آراستہ و پیراستہ موٹر کار پر رکھا گیا۔ جو الہ آباد کو روانہ ہو گئی۔ پنڈت جواہر لال اور بابو موہن لال سکسینہ ارتھی کی حفاظت کر رہے تھے۔ اس کار کے پیچھے گاندھی جی بند کار میں بیٹھے تھے۔ چار بجے سہ پہر کو نعش کرزن برج الہ آباد پہونچی۔ نعش کے آنند بھون پہونچنے تک لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ متعدد اشخاص پاؤں کے نیچے کچل کر زخمی ہو گئے۔ ارتھی کا جلوس پانچ بجے روانہ ہوا۔ جو موٹر کار میں رکھی ہوئی تھی سنگم پر نعش سپرد آتش کی گئی۔

——— لاہور ۔۶ فروری۔ آج ۳ بجے بعد دوپہر پنڈت موتی لال نہرو کے انتقال پر رنج و الم کا اظہار کرنے کے لئے باشندگان لاہور کا ایک جلوس جس میں زیادہ تر ہندو شامل تھے۔ نکلا۔ جب جلوس کشمیری بازار میں پہونچا۔ تو ہندوؤں نے دیکھا۔ کہ مسلمانوں کی دکانیں کھلی ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمان دوکانداروں کی طرف اشارے کر کے "شیم شیم" کے آوازے کسنے لگے۔ اور انہیں غدار۔ ٹوڈی بچے۔ اور غیر مہذب [illegible] کہا۔ کہ جب مولانا محمد علی کا انتقال ہوا۔ تو لاہور کے ہندو دوکانداروں نے ہڑتال کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پس آج ہمیں کس منہ سے دوکانیں بند کرنے کو کہتے ہو۔ اس پر ہندو مشتعل ہو گئے۔ اور انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ مسلمانوں کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ مسلمان لاٹھیاں لیکر مقابلہ کے لئے بازار میں نکل آئے۔ اس پر چند مسلم اکابر نے بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دی۔

——— رگبی ۔۵ فروری۔ برطانیہ عظمیٰ اور شمالی آئرلینڈ کے جدید رجسٹر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پارلیمنٹری ووٹروں کی کل تعداد ۲ کروڑ ۹۵ لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور مردوں کی نسبت عورت ووٹروں کی تعداد بقدر ایک کروڑ ۷۰ لاکھ زیادہ ہے۔

——— بمبئی ۔۵ فروری۔ کانگریس کا اجلاس مارچ کے اخیر میں بمقام کراچی منعقد ہو گا۔ تعطیلات ایسٹر میں اجلاس منعقد کرنے کی پہلی تجویز منسوخ کر دی گئی ہے۔

——— ولنگٹن ۔۵ فروری۔ "نیپئر" کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ یہ شہر اب صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہے۔ اب اس کا نام نقشوں سے محو کر دیا جائیگا۔ شہر کے اندر ایک عمارت بھی باقی نہیں رہی۔ ہر طرف کھنڈروں کے ڈھیر ہی ڈھیر نظر آتے ہیں۔ مُردوں کی تعداد کا اندازہ لگانا ابھی ناممکن ہے۔ انجمن صلیب احمر کے افسروں نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ ہزار سے بہت زیادہ ...... آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ زلزلے کے خوف سے لوگ اپنے مکانات میں [illegible]

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)